88269 ـ ماں رشت دينے پر راضى ہوئى ليكن بعد ميں انكار كر ديا اگر بيٹى اس شخص سے شادى كر لے تو كيا گنہگار ہو گى ؟

سوال

ميں نے ايك بااخلاق اور دين اور حسب و نسب والى لڑكى سے شادى كى جس كے والدين كى آپس ميں طلاق ہو چكى ہے، ميں نے اس لڑكى كا رشتہ اس كے ولى سے مانگا اور ولى نے يہ رشتہ قبول كر ليا اسى طرح لڑكى كى والدہ نے بھى يہ رشتہ قبول كيا.

ليكن اس لڑكى كے دل ميں ميرے متعلق كچھ بغض سا پايا جاتا ہے كيونكہ ميں نے يہ رشتہ اسے طلاق دينے والے شخص كے ذريعہ حاصل كيا ہے ـ جو كہ لڑكى كا ولى ہے ـ اور ميں نے يہ بھى نوٹ كيا ہے كہ لڑكى كى ماں نفسياتى طور پر ايك استقرار والى عورت نہيں، اس عورت كو طلاق دينے والے شوہر نے بھى يہى بتايا ہے، اور اسى طرح لڑكى بھى يہى كہتى ہے.

عقد نكاح كے بعد اور رخصتى كے عرصہ كے دوران ميرى ساس ميرى بيوى كو تنگ كرتى اور اسے گالياں نكالتى تھى اس ليے ہم نے فيصلہ كيا كہ رخصتى جلد كر لى جائے، ميں نے لڑكى كے ولى سے رخصتى جلد كرنے كى اجازت مانگى تو اس نے رخصتى جلد كرنے كى اجازت دے دى اور اس كے ليے وقت بھى مقرر كر ديا.

ليكن يہ وقت ان دنوں كے مطابق ہو گيا جس ميں لڑكى كى والدہ سفر پر جا رہى تھى، اور ہميں يہ تو علم تھا كہ اس نے باہر جانا ہے، اس ليے ہم نے كئى بار اس سے دريافت كيا كہ وہ كب جا رہى ہے اور اس كے ليے كوئى تاريخ مقرر كر دے اور ہميں بتائے، ليكن ميرى ساس نے تاريخ نہيں بتائى، حالانكہ اسے جانے اور واپس آنے كى تاريخ كا علم تھا ليكن اس كے باوجود اس نے ہميں نہيں بتايا.

ميرى بيوى نے مجھ سے كہا كہ ہميں والدہ كے آنے تك رخصتى ميں تاخير كر لينى چاہيے، ليكن ميں نے بھى اور اس كے والد نے بھى انكار كر ديا، كيونكہ رخصتى ميں جتنى تاخير ہو گى مشكلات اتنى ہى زيادہ ہونگى، مجھ پر واضح ہوا كہ ميرى بيوى كى والدہ اپنى بيٹى كى مجھ سے طلاق حاصل كرنے كى كوشش كرتى رہى ہے. بہر حال رخصتى ہوگئى جس ميں نہ تو ميرى بيوى كى والدہ تھى اور نہ ہى اس كى كئى بہنيں اور ايك بھائى بھى نہيں تھا، بعد ميں ہميں علم ہوا كہ اس كى والدہ اور بڑى بہن دونوں ہى ميرى بيوى كے بہن بھائيوں كو رخصتى كى تقريب ميں نہ آنے كى ترغيب دلاتى رہى ہيں.

اس طرح ميرى بيوى كے بہن بھائي دو گروہوں ميں بٹ گئے، كچھ نے تو اس ترغيب كى طرف كوئى دھيان نہيں ديا اور كچھ نے اسے قبول كرتے ہوئے رخصتى كى تقريب ميں شركت نہيں كى.

رخصتى كے بعد ميرى بيوى اور اس كى ماں اور بہنوں كے مابين قطع تعلقى ہوگئى انہوں نے الزام يہ لگايا كہ ميرى بيوى نے ماں كى بات نہيں مانى اور مجھ پر الزام لگايا كہ ميں نے بيوى كو اپنى ماں كى نافرمانى كرنے پر ابھارا ہے.

ميرا سوال يہ ہے كہ: اگر ہم فرض كر ليں كہ ميرى ساس نے اپنى بيوى كى شادى ميرے ساتھ كرنے سے انكار بھى كر

دیا ہو اور لڑکی کا ولی اس رشتہ کو قبول کرے اور بیٹی کو بھی یہ رشتہ قبول کرنے پر ابھارا تو کیا میری بیوی کا اپنی ماں کی بات نہ ماننا قطع رحمی اور نافرمانی کہلائیگا ؟
اور اگر میں اپنی ساس کے ساتھ اختلاف کروں اور میری بیوی اپنے دل میں کچھ محسوس کرے تو وہ ہم دونوں میں سے کسی کی اطاعت کریگی ؟ آیا خاوند کی اطاعت کرے یا پھر اپنی والدہ کی بات مانے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی آپ کے لیے برکت کا باعث بنائے، اور آپ کو برکت سے نوازے، اور آپ دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع رکھے، اور آپ دونوں کو نیك و صالح اولاد نصیب کرے.

دوم:

اگر تو معاملہ ایسا ہی ہے جیسا آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کی ساس نفسیاتی مشکلات سے دوچار ہے، اور ابتدا میں آپ کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کرنے پر راضی تھی، تو پھر اس کی بیٹی کے لیے اس کی مخالفت کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ جب لڑکی کا ولی اس شادی پر راضی ہے تو لڑکی آپ سے شادی کرنا قبول کر لے.

بیٹی کو چاہیے کہ وہ اپنی والدہ سے نیکی و حسن سلوک کا برتاؤ کرے، اور ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کی کوشش کرے، اور اپنی بہن بھائیوں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرے، چاہے وہ اس کے ساتھ برا سلوک ہی کرتے ہوں.

کیونکہ صلہ رحمی کی شان بہت عظیم ہے، یہ صلہ رحمی نہیں کہ جو رشتہ دار صلہ رحمی کرے اس کے ساتھ ہی صلہ رحمی کی جائے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا شخص تو وہ ہے جو قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے، جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ہے.

سوم:

اور اگر والدین اور خاوند کی اطاعت میں تعارض پیش آ جائے تو پھر خاوند کی اطاعت مقدم ہوگی، کیونکہ خاوند کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے، حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تك فرمایا:

" اگر میں کسی کو حکمد دیتا کہ وہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو

سجدہ کریں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ان پر ان کے حق رکھے ہیں "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2140) سنن ترمذی حدیث نمبر (1159) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1853) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور امام احمد اور امام حاکم رحمہما اللہ نے حصین بن محصن سے روایت کیا ہے کہ:

" ان کی ایك پھوپھی کسی کام کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور جب اپنے کام سے فارغ ہوگئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا:

کیا تم شادی شدہ ہو ؟ تو وہ عرض کرنے لگی:

جی ہاں.

چناچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم اس کے لیے کیسی ہو ؟

تو وہ عرض کرنے لگی: میں اس کی کسی حق میں کوتاہی نہیں کرتی الا یہ کہ میں عاجز ہو جاؤں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" خیال کرنا تم اس کے لیے کیسی ہو کیونکہ وہ یا تمہاری جنت ہے یا پھر جہنم "

ما آلوہ کا معنی ہے کہ میں اس کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتی.

مسند احمد حدیث نمبر (19025) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب و الترھیب حدیث نمبر (1933) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

امام احمد رحمہ اللہ نے ایك ایسی عورت کے بارہ میں فرمایا جس کا خاوند بھی تھا اور اس عورت کی والدہ بیمار تھی تو انہوں نے کہا:

اس عورت پر اپنی ماں کی بجائے اپنے خاوند کی اطاعت کرنا زیادہ واجب ہے، الا یہ کہ خاوند اسے اجازت دے دے "

دیکھیں: شرح منتھی الارادات (3 / 47).

لیکن آپ کے خاوند کو چاہیے کہ وہ آپ کی والدہ یعنی اپنی ساس کے ساتھ بقدر استطاعت حسن سلوك کرے، اور آپ کو بھی اس سلسلہ میں خاوند کی ممد و معاون بننا چاہیے.

واللہ اعلم.